www.KitaboSunnat.com

اور اسلامی تعلیم کے دوسرے مراکز تہ و بالا ہوتے کے برابر رہ گئے۔ جماعت کی طالبان مخالف سرگرمیو ں اور احمد شاہ مسعود کی حمایت نے مدارس کو سعودی عرب اور افغانستان سے ملنے والی امداد بند کروا دی۔ جماعت اپنے کو صحیح منظم نہ رکھ سکی اور معاشی ڈھانچے کے لیے صحیح منصوبہ بندی نہ کر سکی۔ چنانچہ اسلام کی تشکیل تو دور کی بات ہے وہ عوام میں اپنی ہی مقبولیت بھی قائم نہ رکھ سکی۔

جماعت کی عوامی جڑیں اور اس کی سیاسی استعداد، دن بدن کم ہوتی چلی گئی۔ خانہ جنگی کے پانچ سالوں کے دوران نوجوانوں میں جماعت کا اثر بہت زیادہ بڑھ گیا تھا مگر آہستہ آہستہ وہ زائل ہوتا چلا گیا۔ ساتھ ہی علاقے اور قبائلی سیاست زور پکڑنے لگی، کیونکہ حکومت کی جانب سے مہیا کردہ ترقی وسائل جو پہلے ہی ضرورت سے کم تھے، کے حصول میں سخت مقابلہ تھا اور انھوں نے بہرحال غربت کے سیلاب کا مقابلہ کرنا تھا۔ جنگی تباہ کاریوں نے کسی بھی قسم کی انقلابی تبدیلی کی خواہش کو بری طرح سے کچل کر رکھ دیا تاہم اسلامی تصورات کے بارے میں کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں ہوئی۔ خانہ جنگی کے دوران اور اس کے مابعد، تاجک اور زیادہ پختہ مسلمان ہو گئے، تاہم انقلابی اور سیاسی انتہا پسند آہستہ آہستہ منظر سے غائب ہونے لگے۔ لوگ پھر سے اپنے پرانے طور طریقوں کی طرف راغب ہونے لگے۔ دل کی گہرائیوں سے محبت رکھنے کے باوجود وہ انتہا پسند سوچ کی حمایت کے لیے تیار نہ تھے۔ جہاد اسلام تاجکستان میں ناکام ہو گیا، لیکن اسے شکست نہیں دی جا سکتی اور غربت کے دھندلکوں میں تاجکوں کو آج بھی اس سنگین مسئلے کا سامنا ہے کہ وہ قبائلی اتحاد، ہم آہنگی اور عظیم تر جمہوریت کی جانب سفر کے لیے کس طرح اتفاق رائے پیدا کریں۔۹۳

۶۔ حزب التحریر: خلافت کے احیاء کی جدوجہد

ا۔ ابتدائی ڈھانچہ اور نظریات

حزب التحریر 1953ء میں شیخ تقی الدین النبہانی فلسطینی کی زیر قیادت، بے خانماں فلسطینیوں کے ہاتھوں سعودی عرب اور اردن میں تشکیل پذیر ہوئی۔ شیخ تقی الازہر یونیورسٹی قاہرہ کے گریجویٹ تھے۔ وہ فلسطین میں ایک سکول کے استاد مقامی قاضی بھی تھے۔ لیکن اسرائیل کی نئی مملکت کے قیام کا راستہ ہموار کرتے لیے انھیں بھی جلاوطنی کا شکار ہونا پڑا۔ وہ 1953 میں اردن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مقیم ہو گئے اور وہیں انھوں نے اس تحریک کا آغاز کیا۔ دوران زندگی انھوں نے بہت سی کتابیں اور مضامیں لکھے۔ حزب التحریر کا بنیادی فلسفہ قرآن کی ہدایات سے ماخوذ ہے۔ عصر حاضر کی صورت حال نے مسلمانوں کے ذہنوں کو شدید پراگندگی کا شکار کر دیا ہے۔ جمہوریت کے سوا کوئی اور طرز حکمرانی ان کے تصور میں ہی نہیں آتا، کیونکہ ان کے حکمرانوں نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اسے بگاڑ یا سنوار کر اپنے عوام پر مسلط کیا ہوا ہے۔ نکتہ نظر یہ ہی نہیں کہ بہت سی اسلامی ریاستیں قائم کی جائیں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں ایک ریاست کا قیام مقصود نظر ہے۔

یہ بات انھوں نے 1962ء میں ایک معروف کتاب اسلامی ریاست میں کہی تھی۔ اس کتاب میں انھوں نے اسلام کی اشاعت خفیہ طور پر کی۔ پھر اپنے مقاصد کے لیے کھل کر بات کی اور بلآخر جہاد کا حکم فرما دیا۔ رسول اکرام کی زندگی کی جدید تعبیر اور ان کی رہنمائی میں اشاعت اسلام کی ابتدائی تبلیغ کے سلسلے میں سیاسی ڈھانچہ تیار کرنے کے لیے اپنی جماعت کو واضح لائحہ عمل دیتے ہیں۔ اگرچہ حزب التحریر جہاد کو غیر مسلموں کے خلاف مسلمانوں کو متحرک کرنے کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ تاہم دوسری انتہا پسند تنظیموں مثلاً اسامہ بن لادن وغیرہ کی طرح حزب مسلمانوں کو تشدد اور ظلم و ہنگامہ آرائی کے ذریعے اس کی حمایت کا اوسط ایشیا حکوت کا تختہ الٹ دیں گے۔ اوسط ایشیا کے جابرانہ ماحول یہ خوف اور حزب التحریر کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دونوں مل کر حکمرانوں کو تحریک کے خلاف مسلسل کریک ڈاؤن کرنے پر مجبور کیے ہوئے ہیں۔ لیکن حزب التحیر یر ایک تصور کے طور پر ابھری ہے۔ سوویت یونین کے خاتمے کے وقت یہ تحریک موجود ہی نہ تھی۔ اردن سے آنے والے ایک باشندے صلاح الدین نامی نے اس کی بنیاد تاشقند میں رکھی۔ دو ازبک ساتھوں کے ساتھ حزبی دائرہ بنایا۔ دائرہ دراصل پانچ سے سات افراد پر مشتمل چھوٹے چھوٹے گروہوں کو کہتے ہیں، تاکہ حکومت کی رسائی جماعت تک نہ ہو سکے۔ اور یہ دائرے اسلام اور حزب کے پیغام کی توسیع کے لیے وقف سٹڈی گروپس ہیں۔ دائرہ کا سربراہ ہی پارٹی تنظیم کی اعلیٰ سطح سے واقف ہوتا ہے اور لوگوں میں گھل مل کر نئے دائروں کی تشکیل کا کام کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حزب التحریر کے رہنماؤں کے قول کے مطابق اس تحریک کی ابتدا وہابی تحریک کے احیا کے دوران ہی سعودی عرب میں ہوگئی تھی۔ لیکن بعض اشوز میں اختلاف کی وجہ سے "حزب" وہابی تحریک سے علیحدہ ہوگئی تھی۔ وہابیوں کے ساتھ ایک مشترکہ منصوبہ تھا مگر اختلافات پیدا ہوگئے اور حزب التحریر جو ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ کام کرنا اور پرامن ذرائع سے نفاذ شریعت چاہتی تھی، الگ کام کرنے لگی، لیکن وہابی انتہا پسند تھے اور وہ گوریلا جنگ اور اسلامی فوج تشکیل دینا چاہتے تھے۔

ایک زمانے میں یہ تحریک "اخوان المسلمون" کے بھی خاصا قریب تھی۔ مشرق وسطیٰ میں پابندی لگنے کے بعد اس کے بعض رہنماؤں نے مغرب کا رُخ کیا اور یورپ میں برطانیہ اور جرمنی میں اپنے دفاتر قائم کر لیے۔ لندن میں فنڈز کی فراہمی ہوتی ہے۔ جس سے کارکنوں کی تربیت کا انتظام کرتی ہے۔ حزب التحریر برطانیہ میں یونیورسٹیوں میں موجود طلبہ میں بے پناہ مقبول ہے۔ 2001ء میں لندن میں ڈاک لینڈ کے علاقے میں حزب نے پاکستان کے سیاسی بحران پر بحث کے لیے کانفرنس بلائی تو تمام برطانیہ سے اس کے ہزارہا حمایتی وہاں اکھٹے ہوگئے۔ کانفرس میں اعلیٰ سہولتوں کے وجہ سے حزب التحریر کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں اور مالی وسائل کا اندازہ ہوا۔

حزب التحریر کی مقبولیت کا دائرہ ترکی، مصر اور شمالی افریقہ تک پھیلا ہوا ہے اور اب پاکستان میں پھیل رہا ہے۔ حزب التحریر کا غیر معمولی پھلاؤ ٹیکنالوجی کے ذریعے واقع کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حزب التحریر چودہ سو سال پہلے دور سے روحانی تقویت حاصل کرتی ہے لیکن وہ ازمنہ وسطیٰ کی ریاست کی تشکیل نو کی ہرگز قائل نہیں۔ بلکہ حزب التحریر غیر مسلم معاشرے اور ثقافتوں کی کامیابیوں کو تسلیم کرتی ہے اور مستقبل کی خلافت کے لیے انھیں اپنانا بھی چاہتی ہے۔ درحقیقت وہ اپنے پیغام کو پھیلانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال پر یقین رکھتی ہے۔ وہ کمپیوٹر ڈسک، وڈیوز، سی ڈیز، جدید پرنٹنگ اور فوٹو کاپی مشین اور ای میل کا بے اندازا استعمال کرتے ہیں، جبکہ یہ سب اشیا وسط ایشیا میں ابھی عام مروج نہیں۔ حزب کا زیادہ تر سامان بیرون ملک سے آتا ہے۔ "شب نامہ" حزب التحریر کا سب سے پسندیدہ انداز پروپیگنڈہ ہے۔ راتوں رات اسے چھاپ کر اخبار کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح لوگوں کے گھروں میں ڈال دیا جاتا ہے۔

حزب التحریر گلوبلائزیشن کے تمام طریقوں کے حامی ہیں۔ دراصل ایک عالمگیر اسلامی حکومت کی تشکیل کے حزبی مقصد کو گلوبلائزیشن کے مغربی تصور سے ملتے جلتے اسلامی انقلابیت پسند تخیل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ تاہم سیاسی ریاست، جمہوریت، سرمایہ کاری یا سوشلزم جیسے نظریات کو مکمل مسترد کرتی ہے۔۹۴

وہ ثقافت کی مختلف شکلوں اور لھو کی بھی مخالف ہیں۔ عورتوں کی تعلیم کے حامی ہونے کے باوجود انھیں گھروں تک محدود رکھنے کے قائل ہیں۔ طالبان اور وہابیوں کے استقلال کی طرح ان کا بھی کہنا ہے کہ شریعت کا تقاضا لوگوں کے تمام نسلی، سماجی اور معاشی مسائل کو حل کر دے گا۔

جہاں اخوت سے متاثر تحریکیں ریاستی اقتدار پر قبضہ کرنے اور ہر ملک کو ریاست کی شکل دینے کی کوششیں کرتی ہیں وہاں یہ طالبان اور اسلامی ازبک تحریک جیسی تحریکیں نہیں بلکہ دیوبندی روایت کا حصہ ہیں، جس کے خیال میں اقتدار پر قبضے کے بعد نفاذ شریعت اور سیاسی اسلامی ریاست خود بخود تشکیل پا جائے گی۔ حزب کا لٹریچر جہادی فوج کو بے پناہ اہمیت دیتا ہے۔ وسط ایشیا میں یہ تحریک تیزی سے مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ایک پرامن تحریک ہے۔ وہ گوریلا کاروائیوں پر یقین نہیں رکھتے اس کے بجائے وہ اس لمحے کے منتظر ہیں کہ جب اس کے لاکھوں حامی اٹھ کھڑے ہوں گے اور عوامی اکثریت کے بل پر وسط ایشیا کے حکمرانوں کا تختہ اُلٹ دیں گے۔

حزب کے اعلیٰ مقاصد کی دھندلاہٹ کو اس کی اعلیٰ تنظیمی صلاحیتیں صاف اور واضح کر دیتی ہیں۔ حزب کے لیڈر پوری طرح پُر اعتماد ہیں کہ وہ کریموف کے انتہائی قریبی حلقے تک میں اپنا اثر پیدا کر رہے ہیں۔ فوج، خفیہ اداروں اور نوکر شاہی میں بھی اُن کے حامی خاصی تعداد میں ہیں۔ دیگر وسطی ایشیائی تحریکوں کے برعکس جنھیں حقیقی حمایت گاؤں کے دیہاتی علاقوں سے ملتی ہیں۔ حزب کے اکثر کارکن شہری دانش ور ہیں۔ کالج کے طلبہ تعلیم یافتہ مگر بے روزگار نوجوانوں، فیکٹری مزدوروں اور اساتذہ پر مشتمل ہیں۔ درحقیقت حزب کے سائز اور انتظامی ڈھانچے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق معلومات کا ایک بہترین ذریعہ ان کی گرفتاریوں کا ریکارڈ ہے۔ کریموف کی پارلیمنٹ نے مئی 1998ء میں آزادی رائے اور مذہبی تنظیموں کا قانون منظور کیا اور ساتھ ہی ازبکستان میں حزب کے خلاف وسیع کریک ڈاون شروع کر دیا۔ اس قانون کے تحت عبادت کی آزادی کو بہت محدود کر دیا گیا۔ پولیس ہر اس آدمی کے پیچھے لگ جاتی جو داڑھی والا ہوتا، یا جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتیں۔ پرہیز گار آدمی کو عبادت کی اجازت نہ تھی۔ ایسے بچوں کے مفروضہ جرائم پر والد کو جیل بھیج دیا جاتا۔ تمام مسلمان جماعتوں کو حکومت سے رجسٹریشن کرانا لازمی تھی۔ اسلام کی تبلیغ غیر قانونی قرار دے دی گئی۔ برقع اور حجاب کے استعمال پر عورتوں کو گرفتار کر لیا جاتا۔۹۵

وسطی ایشیا میں ہیومن رائٹ واچ کے ڈائریکٹر ہولی کارٹر نے اس قانون کو دنیا کے انتہائی مانع مذہب قانون سے تعبیر کیا۔ قانون پاس کرتے ہوئے کریموف نے پارلیمنٹ میں اسلامی بنیاد پرستوں کے خلاف زہر اگلا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق 1999 کے تحت پہلے چھ ماہ عدالتوں نے پچیس افراد کو سزائے موت دی، جن میں پندرہ پر عمل درآمد بھی ہو گیا۔ ان میں سے کئی افراد حزب التحریر کے رکن تھے۔

حزب التحریر کا دعویٰ ہے کہ ازبکستان کی جیلوں میں اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ قیدی موجود ہیں۔ سیاسی قیدیوں کے طوفان کو تھامنے کے لیے ازبکستان میں جیسلیک کے فوجی کیمپ میں ایک انتہائی محفوظ جیل تعمیر کی گئی ہے۔ وزارت داخلہ نے اس کا نام کالونی نمبر K-I-N 64/74 کا نام دیا ہے۔ اور مقامی طور پر اسے ایک ایسی جگہ سمجھا جاتا ہے۔ جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ باہر کے لوگوں بشمول قیدیوں کے اہل خانہ کے لیے یہاں آنے کی مکمل ممانعت ہے۔ گرمی، سہولتوں کی کمی اور گندے پانی کی وجہ سے جیل کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ مسلمانوں کو نماز ادا کرنے یا قرآن کی تلاوت کی ممانعت ہے اور تمام قیدیوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے، جیسا ایک جیل کی ناگفتہ صورتحال یا شدید تارچر کے ہاتھوں درجن افراد کی ہلاکتوں کی رپورٹ ملی ہے۔ انسانی حقوق سوسائیٹی ازبکستان کے اندازے کے مطابق 2000 اور 2001 کے دوران پچاس افراد جاں بحق ہو گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتی کارروائیاں انتہائی غیر منصفانہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ جج اپنے طریقہ کار کے مطابق آزاد مسلمانوں کو ان کے مذہبی اعتقادات اور تعلق کی بنا پر لمبی سزائیں سنانے پر تلے ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات محض استغاثہ کا بیان ہی سزا سنانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اعترافات کرانے کے لیے وسیع تشدد کا سہارا لیا گیا۔ لوگوں کو مارا پیٹا جاتا ہے یا ہلاک کیا جاتا ہے۔ تاشقند میں گرفتار کیے گئے حزب التحریر کے رکن ستم نور بابوف کو شدید تشدد کا نشانہ بنا کر نظر بندی کے مرکز میں پانچ دن میں ہی ہلاک کر دیا گیا۔ امان اللہ نذیروف کو حزب کا رکن قرار دے کر سزا سنائی گئی اور 2000ء میں جیل میں وفات پا گئے۔ 15 ستمبر 2000 کو تاشقند میں عدالتی کارروائی کا سامنا کرنے والے حزب کے پندرہ اراکین نے دعویٰ کیا کہ انھیں زدوکوب کیا گیا بجلی کے جھٹکے لگائے گئے اور اعتراف جرم کرانے کے لیے انھیں گارڈز کے ذریعے جنسی تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ جج نے ان کے بیانات کا کوئی نوٹس نہیں لیا بلکہ بارہ سولہ سال تک کی سزائیں سنا کر جسلیک جیل بھجوا دیا گیا۔ وادی فرغانہ میں 157 افراد کی فہرست حکومت نے جاری کی ہے، جن کو صرف مذہب کے پمفلٹ تقسیم کرنے پر گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ کرغیزستان میں حزب کے 53 اراکین کو تخریب کاری کے الزام میں مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ [۹٦] وادی فرغانہ میں اپنے مختصر مراکز سے حزب التحریر تیزی سے کرغیزستان میں پھیل رہی ہے، جہاں بڑھتی ہوئی غربت اور عوامی مسائل کے حل میں حکومتی ناکامیوں اور کرپشن میں بے تحاشا اضافے نے غربت کے مسئلے کو اور گمبھیر بنا دیا ہے۔ بے روزگار کسانوں کا ایک طوفان شہروں میں امڈ آیا ہے۔ تباہ کن غربت اور گھرانوں کی مایوسی کی انتہا کا عالم یہ تھا کہ بین الاقوامی تنظیم برائے مہاجرین کی ایک رپورٹ کے مطابق چار ہزار کرغیز خواتین اور لڑکیوں کو جسم فروشی کے لیے دیگر ممالک میں فروخت کیا جاتا ہے اور انسانوں کی سمگلنگ اس وقت کرغیزستان کی سب سے بڑی صنعت بن چکی ہے۔ افیم اور منشیات کی سمگلنگ اور منشیات کے عادی ایڈز کے مریض بھی بڑا مسئلہ بن چکے ہیں۔

کرغیز صدر آقایوف نے اعتراف کیا عوامی غربت میں اضافے سے مذہبی انتہا پسندی کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویت حاصل ہو رہی ہے۔اعلیٰ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کے لیے عوامی حمایت قطعی کوئی حادثہ نہیں۔کرغیزستان کا ایک اور مخصوص مسئلہ عیسائی آبادی جو سترہ فیصد ہے،کو کھلی اجازت حاصل ہے کہ وہ مذہب کی تبلیغ کریں اور چرچوں کی توسیع اور تعمیر کریں۔

کرغیزستان میں اسلامی انقلاب پسندی کی ابھی کوئی لہر نہیں آئی،تاہم حزب التحریر یہاں آہستہ آہستہ مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔2001 میں موسم گرما تک کرغیزستان کی جیلوں میں حزب التحریر کے 150 مشتبہ اراکین قید تھے،بعد ازاں اوش کی عدالتوں میں حزب التحیر کے ملزمان کے اٹھارہ سے پچیس سال تک کی عمر کے حامیوں پر مقدمہ چلایا گیا جبکہ چودہ دوسرے ملزموں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں،تاہم ملزمان اپنے مقاصد کا برملا اظہار کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وادی فرغانہ میں اسلامی ریاست کی تشکیل کے مقدس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔جبکہ صدر رندر بایوف نے ایک ٹی وی انٹرویو میں بعد مراد کہا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں انقلاب پسندی کی جو امید جاگ رہی ہے،وہ تاجکستان میں تو پوری ہو سکتی ہے مگر یہاں نہیں۔عوامی بدحالی کے باوجود حزب شمالی تاجکستان میں مقبول ہوتی جارہی ہے۔2000 میں تاجکستان میں سو سے زیادہ مشتبہ اراکین کو گرفتار کیا گیا جبکہ اگلے سال یہ تعداد دگنی ہوگئی۔دارالحکومت دوشنبہ بھی حزب کی سرگرمیوں کے اثرات سے باہر نہیں۔26-40 سال کے پانچ حزبی کارکن 16 نومبر 2000 کو حزب کے پانچ ہزار اشتہارات رکھنے کے الزام میں گرفتار ہوئے جبکہ تاجک حکومت نسبتاً معتدل مزاج حمایت احیائے اسلام کو اسلامی تعلیمی سرگرمیوں کو شروع کرنے کے لیے کہا ہے۔مقامی رہنما غیر قانونی جماعتوں اور تحریکوں سے بچنے اور دہشت گردوں سے ہوشیار رہنے کی اپیلیں کر رہے ہیں۔اشارتاً ان کا ہدف صرف حزب ہوتی ہے۔جماعت کے رہنما نے یہ بات بھی بتائی کہ نوجوان تاجک نسل حزب التحریر میں شامل ہو رہی ہے اور ان کی پارٹی انھیں روکنے سے قاصر ہے۔97

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔حزب التحریر اور اسلامی شدت پسندی

مغربی دارلحکومتوں میں اگرچہ تحریک کی سرگرمیوں کے متعلق کوئی زیادہ واقفیت نہیں، تاہم اس کے متعلق ایک لہر ضرور موجود ہے۔2000 کے آخری مہینوں میں انٹیلی جنس ماہرین کے مابین حزب التحریر کو دہشت گردوں کا حامی گروپ قرار دینے کے سلسلے میں اچھی خاصی بحث ہوتی رہی۔ کیونکہ حزب نے کبھی کسی گوریلا کاروائی میں حصہ نہیں لیا لوگوں کو اغوانہیں کیا اور نہ کہیں فوجی تربیت کے کیمپ بنائے۔درحقیقت حزب نے ہمیشہ پرامن تبدیلی کی حمایت کی ہے۔روس کو بھی حزب کے متعلق خاص تشویش ہے۔

کیونکہ اسے اس اسلامی تحریک کے روس کے مسلمان علاقوں میں پھیل جانے کا خوف ہے۔ حزب سے نمٹنے کے لیے روس کا وسط ایشائی حکومتوں سے بڑا قریبی رابطہ ہے۔حزب کے نوجوانوں کو ریاستی جبر وتشدد کا اور غربت کا سامنا ہے اور حقیقی خوف یہ ہے کہ کسی وقت اپنے بزرگوں کی سنی ان سنی کر کے گوریلا جنگ کا آغاز کر سکتے ہیں۔حزب التحریر کے رہنما طالبان، القاعدہ یا ازبک اسلامی تحریک جیسی کسی بھی تحریک کے ساتھ اپنے عموی تعلق سے صاف انکاری ہیں۔البتہ حزب طالبان کے بارے میں ہمدردانہ رویہ رکھتی ہے۔لیکن ان کی جانب سے کسی بھی طرح کے معاونت سے انکاری ہیں، البتہ کریک ڈاون سے بچنے کے لیے بہت سے حزبی افغانستان چلے گئے ہیں۔ طالبان کے بہت سے نظریات اچھے ہیں مگر حزب التحریز دنیا میں ایک جدید زندگی چاہتے ہیں۔دراصل حزب التحریر دنیا اور آخرت دونوں جگہ کی جنت چاہتی ہے۔وہ اسامہ بن لادن کی حمایت یا مالی معاونت سے بھی لاتعلقی ظاہر کرتے ہیں جبکہ کرغیز وازبک سفارت کاران کے انکار کو تسلیم نہیں کرتے۔وہ 2000 کی ایک میٹنگ کا حوالہ دیتے ہیں جس میں طالبان، ازبک تحریک، حزب التحریر، چیچن علیحدگی پسندوں اور بن لادن نے مستقبل کے تعاون کے بارے میں خاصے طویل مذاکرات کیے تھے۔اگرچہ حزب نے ابھی تک کسی بھی ہنگامہ آرائی میں حصہ نہیں لیا، تاہم وسط ایشیا کے حکمرانوں کا جبر وتشدد بڑھتا جارہا ہے اور ہمیں اس کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔دوسری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اس طرح کی وارننگ دے رہے ہیں کہ آمریت پسند حکمرانوں اور مذہب کے درمیان چپقلش نہ صرف انسانی حقوق کے حوالے سے صورت حال ابتر کی جاری ہے۔ درحقیقت اس طرح کی صورت حال ایسی ہی خانہ جنگی کو جنم دے سکتی ہے جیسی کہ افغانستان میں دیکھی گئی ہے۔ اگر اس تحریک کو عام سیاسی پارٹیوں کی طرح سرگرم عمل ہونے کی اجازت دے دی جائے حزب نے حکومتوں کا تختہ الٹنے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور جماعت کی قانونی حیثیت تسلیم ہونے کے بعد اس کی قیادت کو عوامی جذبات سے کھیلنے اور نعرہ بازی کی بجائے مقامی مسائل کو سمجھنے اور واضح معاشی اور سیاسی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا لیکن تاجکستان کے سوا کوئی دوسری وسط ایشیائی ریاست کسی اسلامی جماعت کو کھلم کھلا کام کرنے کی اجازت نہیں۔ دیتی جب تک یہ صورت حال نہیں بدلتی، حزب کے لیے لوگوں میں کشش باقی رہے گی کیونکہ اس کے پروگرام کی جاذبیت کے ساتھ دفاع اور مزاحمت کی خوشگوار خوشبو بھی شامل ہے۔

ستمبر 11 کے حملوں کے بعد افغانستان پر امریکہ کی بمباری نے صورتحال کو خراب کر ڈالا۔ ازبکستان اور تاجکستان نے افغانستان میں حملوں کے لیے اپنے ہوائی اڈے امریکی فوج اور فضائیہ کو پیش کرنے کے بعد دونوں حکومتوں نے حزب التحریر پر جبر و تشدد کی انتہا کر دی۔ حزب التحریر کا بن لادن سے تعلق ظاہر کر کے حکام امریکہ سے سیاسی قربت کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ جنگ میں پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اپنے ہی عوام کے خلاف انتہائی غیر انسانی سلوک کے لیے طاقتوں کی حمایت اور خوشنودی کا بے دریغ استعمال انسانی حقوق کے علم برداروں کے لیے بے حد تشویش کا باعث ہے۔ دریں اثنا حزب کی عرب سے درآمد شدہ سیدھی سادھی یک رخی آئیڈیالوجی کو مسلسل عوامی مقبولیت مل رہی ہے۔ کیونکہ انتہائی مصیبت کے وقت لوگ عام سے تنکے کا سہارا بھی غنیمت سمجھتے ہیں اگرچہ حزب وسط ایشیا کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے کوئی خصوصی پروگرام نہیں کر رہی تاہم اس کا واضح پیغام یہ ہے کہ خلافت اور اسلامی نظام کا احیا نہ صرف سارے مسائل کو حل کر دے گا بلکہ ایک مثالی معاشرے کا قیام بھی ممکن بنا دے گا۔ وسط ایشیا کے پریشان حال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوانوں کے لیے حزب کی واضح اور ناقابل تبدیل سوچ کے مالک سرگرم کارکن جن کے بارے میں بہتر حالات میں کوئی دوبارہ سوچنا بھی گوارا نہ کرتا۔ ان کے لیے نجات دہندہ کا روپ دھار چکے ہیں۔ حزب التحریر کے تعلیمی جہاد کے عملی جہاد میں بدل جانے کا خوف ممکن ہے خود بخود ایک حقیقت کا روپ دھار لے۔۹۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ